

لیڈر ویس نے لعنت ملامت کی۔ تو پھر تمہیں تھائینڈار سے بات چیز
گزناہم لوگ پاس نہ بائیں گے۔ کون گھر کیاں کھائے؟“
بُوری نے پیٹشوری کے قدم پر سر رکھ دیا۔ بھیا، میرا ادھار کرو۔ جب
تک جیوؤں گا تھماری تابعداری کروں گا۔“

داروغہ بی جی نے پھر اپنے چوڑے سینے اور ٹپے پیٹ کا پورا زور لگا کر
کہا۔ کہاں ہی میرا کا گھر؟ میں اس کے گھر کی تلاشی لوں گا۔“
پیٹشوری نے آگے بڑھ کر داروغہ بی جی کے کان میں کہا۔ تلاشی لے کر
کیا کرو گے سرکار؟ اس کا بھائی آپ کی تابعداری کے لئے صادر امام ضریب۔
دونوں آدمی ذرا الگ جا کر باقیں کرنے لگے۔

”کیا آدمی ہی؟“

”بہت ہی گریب (غريب)، بجور (حنور)، کھلنے کا ٹھکانا بھی نہیں یا۔“

”سچ!“

”ہاں بجور (حنور) ایمان سے کھتا ہوں۔“
”ارے تو کیا ایک پچاس کا بھی ڈول نہیں ہی؟“
کہاں کی بات سرکار؟ دس مل جائیں تو ہزار بھٹھے پچاس تھم پچاس دسم
میں بھی ممکن نہیں اور وہ بھی جب کوئی مہاجن گھر اہو جائے۔“

داروغہ بی جی نے ایک منٹ تک غور کر کے کہا۔ تو پھر اے تانے سے
کیا فائدہ؟ میں ایسوں کو نہیں تانا جو آپ ہی مر رکھ دوں۔“

پیٹشوری نے دیکھا کہ نشانہ اور آگے جا پڑا۔ بولے۔ نہیں سرکار ایسا
ذکریں، نہیں تو پھر ہم کہاں جائیں گے۔ ہماری بآس دوسرا کوئی کھیتی ہی؟“
تم علاقے کے پتواری ہو جی، کبی بائیں کرتے ہو؟“

جب ایسا ہی کوئی ہوتے آ جاتا ہے، آپ کی بدولت ہم بھی پاجاتے ہیں،
نہیں تو پواری کو کون پوچھتا ہے؟“

”اچھا جاؤ نیس روپے دلوادو، بیس روپے ہمارے اور دس تھاری۔“

”چار مکھیاں ہیں، اس کا تو خیال کیجئے؟“

”اچھا نصف نصف پر رکھو اور جلدی کر دیجئے دیر ہو رہی ہے۔“

پیشوں نے جھنگری سے کہا۔ جھنگری نے ہوری کو اشارے سے بلایا،
اپنے گھر لے گئے۔ نیس روپے گن کر اسے دئے اور احسان رکھتے ہوئے
”آج ہی کا گرد کاغذ لکھ دینا۔ تھار منہ دیکھ کر روپے دے رہا ہوں، تھاری ہلکنسی پر“
ہوری نے روپے لئے اور انگوچھے کے چھوڑ میں باندھے ہوئی خوش
خوش دار و غیری کی طرف چلا۔

یکایک رہنیا جھپٹ کر آگے آئی اور انگوچھا ایک جھنکے کے ساتھ
اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔ گانٹھ مضبوط نہ تھی۔ جھنکے کے زدرے کھل گئی اور
سارے روپے زمیں بر بھر گئے۔ ناگن کی طرح پھٹکا کر بولی ہے: ”روپے کہاں
لئے جاتا ہے؟ بتا! بعلاجا ہتا ہے تو سب روپے لوٹا فے نہیں کہے دیتی ہوں!
گھر کے آدمی رات دن مری، دانتے دانتے کو تریں چینچھڑا پہننے کو نہ ملے
اور اپنی بھر روپے لے کر جلا ہر اجت (عزت) بچانے! ایسی بُری ہر تری اجت
جس کے گھر میں چوبے لوئیں وہ بھی اجت والا ہے! درود گا (دروغہ) تلاسی ہی
تو سے چلا، لے لے جہاں چاہ کر تلاسی۔ ایک تو سور روپے کی گائے گئی، اس
پر تھیں! واہ رے تیری اجت!“

ہوری لہو کا گھوٹ پنی کر رہ گیا۔ کل مجھ میسے تھرا اٹھا۔ لیڈروں کے
سر جمع کئے اور دھاینے دار کامنہ ذرا سا نکل آیا۔ پئی زندگی میں ان کی ایسی

توہین نہ ہوئی تھی۔

ہوری تحریک کھڑا رہا۔ زندگی میں آج ہلی بار دھینا نے اسے بھرے
اکھاڑے میں پٹک دیا، آسمان نکار دیا۔ اب وہ کیسے سراٹھلے؟
مگر داروغہ تھی اتنی جلد بار مانے والے نہ تھے، کہیا کہ بولے ”مجھے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ اس شیطان کی خالہ نے ہیرا کو پھنسانے کرنے کا گئے کنود زہر دیدیا ہے“
دھینا باقاعدہ مٹکا کر بولی۔ ہاں دے دیا۔ اپنی گلائے تھی، ماڑو والی پھرڈ کی
دوسرے کا جاتور تو نہیں مارا؟ تھماری چاپنچ میں ہی نکلتا ہے تو ہی کھو۔ پہنا دو
میرے ہاتھ میں ہٹکلے گی۔ دیکھ لیا تھا رانیاڈا اور تھماری بندھوں کا ہتھ رک گر بیوں (غربوں)
کا گلا کا ٹناد و سری بات ہے اور دو دفعہ کا درود وہ، پانی کا پانی، کرنا دوسرا بات
ہے۔“

ہوری آنکھوں سے انگارے بر ساتا دھینا پر جھپٹا گرگور آگے کھڑا
ہو گیا اور تیزی سے بولا۔ اچھا دادا! اب بہت ہوا۔ تیکھے سست جاؤ نہیں توں
کہے دیتا ہوں کہ میرا منہ نہ دیکھو گے۔ تھمارے اور ہاتھ دامناوں گا۔ ایسا کوت
نہیں ہوں۔ مگر یہیں گھنے میں پھاسی لگا لوں گا۔“

ہوری تیکھے سست گیا اور دھینا شیر بول کر بولی۔ تو سست جا گزر بار بکھو
تو وہ کیا کرتا ہے میرا اور دگا جی بیٹھے ہیں، اس کی بہت دیکھوں۔ مگر میں تلاشی
ہونے سے اس کی اجتنبی ہے، ایسی تو بیروں کا دھرم ہے! بڑا بیرے تو
کسی مرد سے لڑا بیس کی بانہ پکڑ کر لا اسے مار کر بیرنہ دکھا دے گا۔ تو سمجھتا ہو گا
کہیں اسے ردی ٹکڑا دیتا ہوں تو اسے آج سے اپنا گھر بے نصال۔ دیکھو تو کاسی
گاہوں میں بتری بھاتی پر موگ ل دل کر رہتی ہوں کہ نہیں اور تیرے

گھر سے اچھا کھاؤں گی، اچھا پہنزوں گی۔ جی میں آوے تو دیکھ لے! ”
نوری مغلوب ہو گیا۔ اسے معلوم ہوا کہ عورت سے مرد کتنا مکر درہ ہے
کتابے لیں۔

لیڈر دوں نے روپے چن کر اٹھانے تھے اور داروغہ جی کو دہاں
سے چلنے کا اشارہ کر رہے تھے کہ دھینا نے ایک ٹھوکر اور جائی ”جس کے روپ پر
ہوں اسے لے جا کر دے دو، ہمیں کسی سے ادھار نہیں لینا ہے اور جو دنیا ہے تو اسی
سے لینا۔ میں دڑپی بھی نہ دوں گی چاہے مجھے حاکم کی کچھ ری تک جانا پڑے
ہم باکی (بافی) چکلنے کو پہنچ رہے تھے تو کسی نے نہ دیا آج انجلی بھر
روپے ٹھنا نہ نکال کر دے دئے۔ میں سب جانتی ہوں، یہاں تھوڑتے
بانٹ ہونے والا ہے۔ سب ہی کے منہ میٹھے ہوتے۔ یہ ہتھیارے گاؤں کے
مکھیا ہیں۔ گریبوں کا گھون (خون)، پینے والے۔ سود بیاچ، ڈیر ہی سوانی
بخار (نذر) بھینٹ، گھووس رہوت، جیسے ہو گریبوں کو لوٹو۔ اس پر سوراج
چاہیتے۔ جہل جانے سے سوراج نہ ملتے گا۔ سوراج ملے گا دھرم سے
نیا وہ سے ”

لیڈر دوں کے منہ میں کا لکھ سی لگ گئی تھی اور داروغہ جی کے منہ پر
جھاڑو سا پھر گیا تھا۔ اپنی اپنی عزت رکھنے کے لئے، ہیرا کے گھر کی طرف پلے۔
راستے میں تھائیدار نے تسلیم کیا ”عورت ہی ڈبی دلیرا“
پیشوری لا لہ بولے ”دلیر کیا ہو سر کار، کر کسا ہے۔ ایسی عورت کو تو گولی
مار دے“

”تم لوگوں کا قافیۃ تنگ کر دیا اس نے۔ چار چار تو ملتے ہی۔“
”سر کار کے بھی تو پندرہ ملتے ہی۔“

”میرے کہاں جاسکتے ہیں نہ دے گناو گانوں کے بھیادیں گے اور پندرہ
کی جگہ پورے پچاس روپے! آپ لوگ فوراً انظام کجھے؟“
پیشوری نے ہنس کر کہا۔ ”سرکار بڑے دل لگی باز ہیں۔“
دانادین بوئے بڑے آدمیوں کے یہی بھن ہیں۔ ایسے بھاگو اون
کے درشن کہاں ہوتے ہیں؟“

داروغہ نے سخت لہجے میں کہا: یہ چاپلوسی پھر کجھے گا۔ اس وقت تو
مجھے پچاس روپے دلائیے نقد، اور یہ سمجھ لوک آنا کافی کی تو میں چاروں کے گھر کی
تماثی لون گا۔ بہت مکن ہر کم نے ہیرا اور ہوری کو چنسا کران سے سوچا پاس انہی
لینے کے لئے یہ حرکت کی ہو۔“

پیڈر لوگ ابھی تک یہ سمجھ رہتے ہیں کہ داروغہ بھی مذاق کر رہی ہیں۔
جنگنگری سنگھ نے آنکھ مار کر کہا: ”نمکالو پچاس روپے، پتواری صاحب“
نوکھے رام نے تایید کی: ”پتواری صاحب کا الاکا (علاقہ) ہی انھیں آپ
کی لکھاڑ (خاطر) کرنی ہی چاہیتے“

پنڈت نوکھے رام کی چوبال آگئی۔ داروغہ بھی ایک پلنگ پڑھی گئے اور
بوئے

تم لوگوں نے کیا طے کیا؟ روپے نکالتے ہو یا تماثی کرتے ہو۔

دانادین نے عذر کیا ”مگر سرکار.....“

”میں اگر مگر کچھ نہیں سننا چاہتا۔“

جنگنگری سنگھ نے جرأت کی: ”سرکار یہ تو سرا سر.....“

میں پندرہ منٹ کی مہلت دیتا ہوں اگر اتنی درمیں پورے پچاس نہ

آگئے تو سب کے گھروں کی تماثی ہوگی اور گندماں سنگھ کو جاستے ہو۔ اس کا ماراپانی

نہیں مانگتا۔

پیشوری نے تیز ہو کر کہا۔ "آپ کو اختیار ہے۔ تلاشی لے لیں۔ یہ اب
دل لگی ہے۔ کہ کام کون کرے اور پکڑا کون جائے؟"
"میں نے پچھیں سال تھائیں داری کی ہے۔ جانتے ہوئے"

"لیکن ایسا اندر ہیر تو کبھی نہیں ہوا۔"

تم نے ابھی اندر ہیر دیکھا کہاں؟ کہو تو وہ بھی دکھادول۔ ایک ایک کو پہ
پانچ سال کے لئے بھیج دوں۔ یہ میرے بائیں ہاتھ کا حیل ہے۔ ایک ڈاکے میں کل
گھاؤں کو کالا پانی دلا سکتا ہوں۔ اس دھوکہ میں نہ رہنا۔"

چاروں آدمی چوپال کے اندر جا کر صلاح کرنے لگے۔

پھر کیا ہوا کسی کو معلوم نہیں۔ ہاں، داروغہ بھی خوش و خرم نظر آرہتے
اور چاروں آدمیوں کے منہ پر لعنت بر سر ہی تھی۔

داروغہ بھی ٹھوڑے پر سوار ہو کر چلے تو چاروں لیڈر لوگ پہچھے دوڑر
تھے گھوڑا دوڑنکل گیا تو لوٹے اس طرح گو با کسی عزیز کی لاش جلا کر رکھتے سے
لوٹ رہی ہوں۔

یک ایک داتا دین بوئے۔ میرا سراپ (بد روغا) نہ پڑے تو منہ نہ کھوڑیں۔

زوکھے رام نے تائید کی۔ ایسا دھن کبھی بھلتے نہیں دیکھا۔
پیشوری نے بینیشن گولی کی۔ "حرام کی کمالی حرام میں جائے گی"

جنگری سنکھ کو آج خدا انساف میں شہر پڑا گیا تھا۔ بھگوان نہ جانے
کہاں ہو کہ یہ اندر ہیر دیکھ کر بھی پاپوں کو ڈنڈنہیں دیتا۔
اس وقت ان لوگوں کی تصویر کھینچنے لائق تھی۔

(۱۵)

ہیرا کا کہیں پہ نہ چلا۔ اور دن گزرتے جاتے تھے۔ ہوری سے جانش
بن ڈا دوڑھوپ کی، پھر ہار کر بیٹھ رہا۔ کھستی باڑی کی بھی فلکر فٹی تھی۔ اکیلا
آدمی کیا کیا کرتا؟ اور اب اپنی کھستی سے زیادہ فلکر تھی۔ پینا کی کھستی کی۔ پینا
اب تھنا ہو کر اور بھی یہز پڑ گئی تھی۔ ہوری کو اب اس کی خوشامد کرتے گزر تھی ہیرا
تھا وہ پینا کو دبائے رہتا تھا۔ اس کے پلے جلانے سے اب پینا پر کوئی آنکش نہ
روہ گیا تھا۔ ہوری کی مخالفت ہیرا سے تھی۔ پینا عورت تھی۔ اس سے وہ کیا تنا تنی
کرتا۔ اور پینا اس کے مزاج سے واقع تھی اور اس کی شرافت کا اسے خوب
مزاج کھاتی تھی۔ خیریت بھی ہوئی کہ کارندہ صاحب نے پینا سے بقايا لگان دھو
کرنے کے لئے کوئی سختی نہیں کی، صرف تھوڑی سی نذر پاک راضی ہو گئے۔ درہ
ہوری اپنے بقايا کے ساتھ اس کا بقايا ادا کرنے کے لئے بھی قرض لیئے کوتیار
تھا۔ سادون میں دھان لگانے کی ایسی کثرت رہی کہ مردواری ملے اور ہوری اپنے
کھیتوں میں دھان نہ لگا سکا۔ لیکن پینا کے کھیتوں میں کیسے نہ لگانے جاتے؟
ہوری نے پہ بہرات گئے تک کام کر کے اس کے دھان لگائے۔ اب ہوری
ہی تو اس کا محفوظ ہو۔ اگر پینا کو کوئی تخلیف ہوئی تو دنیا اس کو توہنے گی۔ بنیجہ یہ
ہوا کہ ہوری کو خربت کی فصل میں بہت تھوڑا املاج ملا اور پینا کے بہاں دہاں
رکھنے کی جگہ نہ تھی!

ہوری اور دھینا میں اس دن سے برادر کشیدگی ملی آئی تھی۔ گور سے بھی
ہوری کی بول چال بند تھی۔ ماں بیٹے نے مل کر گویا اس کا باہی کاٹ کر دیا تھا۔ اپنے

گھر میں پر دلی بنا ہوا تھا۔ دو کشینوں اس سوار ہونے والے کی جو درگات ہوتی ہوئی
اس کی ہوری ہی تھی۔ کانوں میں بھی اب اس کی تجربہ نہ تھی۔ دھینا اپنی ہمہت کی
صرف عورتوں کی نہیں بلکہ مردوں کی بھی بیٹھ رہن بیٹھی تھی۔ بہیوں تک فرب و جوار
کے علاقوں میں اس دانے کا خوبی پڑ جا رہا تھا کہ وہ ایک آسامی صورت اختیار
کرتا جاتا تھا۔ دھینا نام ہی اس کا بھی یاد لوی کا اثر ہے۔ دار و غمہ نے
جوں ہی اس کے آدمی کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈالی کہ دھینا نے دلوی کو یاد کیا
دلوی اس کے سرگنی پھر تو اس میں اتنی سکست آگئی کہ اس نے ایک ہی حصہ میں
اپنے مرد کی ہتھکڑی توڑ دالی اور دار و غمہ کی مونچھیں پچڑ کر اکھاڑ لیں، پھر اس کی
چھاتی پر چڑھ لیتھی۔ دار و غمہ نے جسم بہت منت کی تب جا کر اسے چھوڑا۔ کچھ دن
تو لوگ دھینا کے درشن کو آتے رہے۔ وہ بات تو پرانی پڑگنی مگر گھر گاؤں میں دھینا کی
عورت بہت بڑھ گئی تھی۔ اس نے اجنبی بہت ہی جو وقت پر مردوں کے بھی گان
کاٹ لکھی ہے۔

مگر فترفتہ دھینا میں ایک تبدیلی ہو رہی تھی۔ ہوری کو پنیا کی بھیتی میں لگا
ہواد کیہ کر بھی وہ کچھ نہ بولتی تھی۔ اور یہ اس لئے نہیں کہ وہ ہوری کی طرف سے
بالکل بے پرواہ ہو گئی تھی بلکہ اس لئے کہ پنیا پر اب اسے رحم آتا تھا، ہیرا کا گھر د
بھاگ جانا اس کا بدلا پورا کرنے کے لئے کافی تھا۔

اسی اثنائیں ہوری کو بخار آنے لگا۔ فصل بخار پھیلا، سی تھا۔ ہوری بھی اسی
کی زد میں آگی۔ اور کئی سال کے بعد جو بخار آیا تو اس نے سارا بقایا دصول کرایا۔
ایک ہمینے تک ہوری بستر پر پڑا۔ اس بیماری نے ہوری کو توکھل ہی ڈالا۔ مگر
دھینا پر بھی نفع حاصل کر لی۔ شوہر جب مر رہا ہو تو اس سے کیسا بیر؟ ایسی مالت
میں تو بیر بیوی سے بھی بیر نہیں رہتا پھر وہ تو اپنا ہی مرد ہر لامکو براند گراں کے ساتھ

زندگی کے بچپیں سال کئے ہیں۔ آرام ملا ہو تو اسی کے ساتھ اور تکلیف ہبھلی ہو تو اسی کے ساتھ۔ آپ چلے ہو وہ اچھا ہری یا برا، اپنا ہری، داری جانے مجھے سب کے سامنے مارا۔ سارے گاؤں کے سامنے میرا پانی اتار لیا بلکن تب سے کتنا بجا تا ہر کے سیدھے تاکتا بھی نہیں۔ کھانے آتا ہر تو سر جھکائے کھا کر اٹھ جانا ہری، ڈرتا رتا ہے کہ میں کچھ کہہ نہ بھوؤ۔

ہوری جب اچھا ہوا تو شوہر وزن میں میل ہو گیا تھا۔

ایک دن دھینا نے کہا: "تمھیں اتنا گستہ (غصہ) کیسے آگیا؟ مجھے تو تمہارے اوپر کتنا ہی گستہ آدے پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گی"

ہوری نادم ہو کر بولا: "اب اس کا چرچا نہ کر دھینا۔ میرے اوپر کوئی بھوت سوار نہ تھا۔ اس کا مجھے کتنا دکھ ہوا ہری میں جانتا ہوں۔"

"اوہ جو میں بھی اسی رس میں ڈوب مری ہوتی؟"

"تو کیا میں روئے کے لئے بیٹھا رہتا؟ میری لاش بھی تیرے ساتھ چتا

پڑ جائی۔"

"اچھا چب رہو، بے بات کی بات مت بکو"

"گھنے ٹھنی سو گئی، میرے سر ایک بہتزاداں گئی۔ پیاس کی چلتا مجھے مارے

ڈالتی ہری۔"

اسی لئے تو کہتے ہیں کہ بھگوان گھر کا بڑا نہ بناوے۔ چھوٹوں کو کوئی نہیں

ہستا، نیکی بدی سب بڑوں کے سر عباتی ہری۔"

ماگھ کے دن تھے۔ ہہاوث لگ رہی تھی، گھٹاٹوپ اندر ہیرا اچھا یا ہوا

تھا ایک تو جاڑوں کی رات دوسرا ماگھ کی برکھا، موت کا نام تھا۔ ہوری کھانا کھا کر پیاس کے مثر کے کھیست کی میٹ پر اپنی جھونپڑی میں لیٹا ہوا تھا۔ چاہتا تھا کہ ٹھنڈوں

بھول جائے اور سورہے مگر تارکیبل اور بھپی ہوئی رمضانی اور مُحمنڈ سے گیلا پوال،
 اتنے بیرون کے سامنے آئے کی ہمت نیند میں نہ تھی۔ آج تباہ کو بھی نہ ملا کہ اس
 سے دل بہلتا۔ اپلا سلگالا یا تھا۔ پر وہ بھی مُحمنڈ سے مُحمنڈا ہو گیا تھا۔ بوائی پہنچے
 پیر دل کو پیٹ میں ڈال کر اور راتھوں کو راؤں کے نیچ میں دبایا اور کبل میں مخفہ
 پھپا کر اپنے ہی گرم سانوں سے اپنے کو گرمی پہنچانے کی کوشش کر رہا تھا پرانے
 سال ہوئے یہ رمضانی بتوائی تھی۔ دھینا نے ایک طرح سے جربا بنوادی تھی۔ وہی
 جب ایک بار ایک کابی سے کپڑے لئے تھے جن کے ٹیکے کتنی آفت ہوئی اور تینی
 گالیاں کھانا پڑیں، اور یہ کبل تو اس کے جنم سے بھی پہنچے کا ہو۔ پھین میں اپنے
 باپ کے ساتھ وہ اس میں سوتا تھا، جوانی میں سوتا تھا، جوانی میں گوبر کوئے کراس
 کبل میں اس کے جاڑے کٹتے تھے اور بڑھاپے میں آج وہی ہوڑھا کبل اس کا
 ساتھی ہر مگرا بودھ کھانے کو جبلنے والا دامت نہیں بلکہ دکھنے والا دامت ہے۔
 زندگی میں ایسا تو کوئی دن ہی نہیں آیا کہ زمیندار اور مہاجن کو دے۔ کبھی کچھ بجا
 ہوا اور مجھے بھاٹھے یہ ایک جنجال پڑگی۔ نہ کرو تو دنیا ہنسے اور کرو تو یہ کھنکا گناہ
 رہی کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ سب یہ سمجھتے ہیں کہ وہ پیا کو روٹے لیتا ہے۔ اور اس کی
 ساری اونچ اپنی کھریں بھرے لیتا ہے۔ احسان تو کیا ہو گا اندا لانگ بختا ہے۔ اور
 ادھر بھولا کی باریا دلاچکے ہیں کہ کہیں سکائی کا ڈول کرو، اب کام نہیں چلتا۔ سو بھا
 اس سے کئی بار کہہ چکا ہے کہ پیا کا خیال اس کی طرف سے اچھا نہیں ہے۔ نہ ہو
 پیا کی گستی تو اسے سینھالنی ہی بڑے گی، چاہی نہیں کہ بسخالے یار و گر۔ دھینا کا
 دل بھی ابھی تک صاف نہیں ہوا۔ ابھی تک اس کے دل میں ملال بھرا ہوا ہے۔
 مجھے سب آدمیوں کے سامنے اسے مارنا نہ چاہیئے تھا۔ جس کے ساتھ پھیں سال
 بیت گئے اس کو مارنا اور کل کاٹوں کے سامنے مارنا میر اکینہ پن تھا۔ مگر دھینا نے

تو میری آبردا تارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ میرے سامنے سے کیا کتر کر جاتی جیسے کبھی کی جان بچان ہی نہیں۔ کوئی بات کہنی ہوتی تو سونا یار دپاے تھی۔ دیکھتا ہوں کہ اس کی ساڑی بچٹ گئی ہے۔ مگر کل مجھے سے کہا بھی تو سونا کی ڑی کے لئے۔ اپنی ساڑی کا نام تک نہ لیا۔ سونا کی ساڑی ابھی دو ایک ہیئے جوڑ گا نہ کے چل سکتی ہی اس کی ساڑی تو ٹھیکاروں (بُوندوں) سے بالکل لگڑی ہو گئی ہے۔ اور پھر میں ہی کون اس کامن رکھ رہا ہوں؟ اگر میں ہی اس کے من کی دوچار بائیں کرتا رہتا تو کون چھوٹا ہو جاتا۔ یہی تو ہوتا کہ وہ تھوڑا سا مناون گراتی دوچار لگنے والی بائیں سناتی، تو کیا مجھے چوٹ لگ جاتی؟ پھر میں بوڑھا ہو کر بھی ان لو بنارے۔ وہ تو کہواں بیماری نے آکر اسے زم کر دیا، نہیں تو نہ جلنے کب تک منہ پھلائے رہتی۔ اور آج ان دونوں میں جو باہیں ہوئی تھیں وہ گویا بھوکے کے لئے غذا تھیں۔ وہ دل سے بولی تھی اور ہوری مگن ہو گیا تھا۔ جی میں آیا کہ اس کے پریوں پر سر رکھ دے اور کہے ہیں نے سمجھے مارا ہے تو اے میں بھی سر جھکائے دیتا ہوں جتنا چاہے مار لے، صبی گالیاں دینا چاہی دے لے؟

یک ایک اسے جھونپڑی کے سامنے چوڑوں کی جھنکار سنائی دی۔ اس نے کان لگا کر تنا، ہاں کوئی بیک پٹواری کی لڑاکی ہو گئی یا چاہے پنڈت کی گھر والی ہو۔ مژا کھاڑا نے آئی ہو گی، نہ جانے کیوں ان لوگوں کی نیت اتنی کھوئی ہے سارے گھانوں سے اچھا پہنچتے ہیں، مگر میں، بخاروں (ہزاروں) روپے گڑے ہوتے ہیں، لین دین کرتے ہیں۔ ڈیڑھی سوائی چلاتے ہیں، گھوس لیتے ہیں، دستروں لیتے ہیں، ایک زایک معاملہ کھڑا کر کے اسے اُسے پہنچتے ہی رہتے ہیں، پھر کبی نیت کا یہ حال! اب جیسا ہو گا دیسی ہی سنتان (ولاد) بھی تو ہو گی اور آپ ہیں آتے عورتوں کو بھجتے ہیں۔ ابھی اٹھ کر ہافھ پکڑلوں تو کیا پانی رہ جائے؟

چھوٹا کہنے کو چھوٹا ہے پھر جو بڑا ہے اس کا جی تو اور جی چھوٹا ہے عورت جات کا تو ہاتھ بھی نہیں پکڑتے بنتا۔ آنکھوں دیکھ کر بھی مکھی تھکلی بڑتی ہے، اکھاڑے بھائی جتنا یہ راجی چاہے۔ سمجھ لے کہ میں نہیں ہوں بڑے لوگ اپنی لاج نہ کیں چھوٹوں کو زوان کی لاج رکھنی ہی بڑتی ہے۔
مگر نہیں، یہ تو دھینا ہے، پکار رہی ہے۔
دھینا نے پکارا، "سو گئے تو جا گئے ہو۔"

ہوری چھپت کر اٹھا اور جھونپڑی کے باہر آیا۔ آج معلوم ہوتا ہے کہ دیوی گن ہو کر اسے برداں دینے آئی ہی، اس کے ساتھ ہی اس ہادل یونڈی لاغد جاڑے پالے میں اتنی رات گئے اس کا آنا اندر شے کی بات تھی۔ ضرور کوئی نہ کوئی بات ہوئی ہے۔

بولا۔ ٹھنڈے کے مارے نیند بھی آتی ہے۔ تم اس جاڑے پالے میں کیسے آئیں؟ سب کسل تو ہے۔"
ہاں سب کسل ہی۔"

گوبر کو بھیج کر مجھے کیوں نہیں بوا یا۔"
دھینا نے کوئی جواب نہ دیا۔ جھونپڑی میں اکر پاؤں پہنچتی ہوئی بولی "گوبرنے تو منہ پر کالکھ لگا دی، اس کی کرنی کا ایکا پوچھتے ہو؟ جس بات کو میں ڈرتی ہوں وہی ہو گرہی۔"
کیا ہوا کیا؟ کسی سے مار پیٹ کر بیٹھا؟"

اب میں کیا جانوں، کیا کر بیٹھا؟ چل کر پوچھو اسی رانڈ سے!

کس رانڈ سے؟ کیا کہتی ہو تو؟ بولا تو نہیں کی ہو؟"
ہاں بولا کیوں نہ جاؤں گی، بات ہی ایسی ہوئی ہو کہ چھپاتی دونی

ہو جاتے ہے۔

ہوری کے دل میں روشنی کا ایک طویل خط کھنچ گیا۔

” صفات صفات کیوں نہیں کہتی؟ کس رانڈ کو کہہ رہی ہو؟ ”

” اسی جھینیا کو اور کس کو؟ ”

” تو جھینیا کیا یہاں آئی ہو؟ ”

” اور کہاں جاتی؟ پوچھتا کون؟ ”

” گوبر کیا گھر میں نہیں ہو؟ ”

” گوبر کا تھیں پتہ نہیں، جانے ہاں بھاگ گیا۔ اسے پانچ مہینے کا

پیٹ ہے۔ ”

ہوری سب کچھ سمجھ گیا۔ گوبر کو بار بارا، ہیرن ٹول جاتے دیکھ کر وہ تکمیل گیا۔ مگر اسے کھلاڑی نہ سمجھتا تھا۔ نوجوان میں کچھ لگاؤٹ ہوتی ہی ہو اس میں کوئی نئی بات نہیں مگر جس روئی کے گالے کو نیلے آسان میں ہوا کے جھوکوں کے سے اڑنا دیکھ کر وہ صرف مسکرا دیا تھا، وہی سارے آسان میں پھیل کر اس کے راستے کو اتنا تاریک بنادے گا، یہ تو کوئی دیوتا بھی زبان سکتا تھا۔ گوبر ایسا بڑپن اور سیدھا سادا اور گنوار جسے وہ ابھی بچھے سمجھتا تھا ایگر اسے بھوچ پڑ جانے کی فکر نہ تھی، پنجابیت کا خوف نہ تھا، جھینیا کیسے گھر میں رہے گی، اس کی فکر اسے نہ تھی، اسے فکر تھی تو گوبر کی لڑکا شرمیلا ہے، اماڑی ہر پانی دار ہے، اکہیں کوئی نادانی نہ کر سکتے۔

کھبر اکر لولا۔ جھینیا نے کچھ کہا نہیں کہ گوبر کہاں گیا؟ اس سے تو کہہ کر ہی گیا ہو گا۔ ”

” دھینیا جھنجلہ کر بولی ” تھماری اکل (عقل)، تو گھاس کھا گئی ہے۔

اس کی جہتی تو یہاں بیٹھی ہے۔ وہ بھاگ کے جائے کہاں؟ یہیں کہیں چھپا بیٹھا ہو گا۔ دو دو
کھوڑے ہی پیتا ہے کہ کھو جائے گا۔ مجھے تو اس کل مہنی (سیاہ رو) جھینی کی چلتا ہے۔
کہ اسے کیا کروں۔ اپنے گھر میں تو میں چھپا بھر بھی نہ رہنے دوں گی۔ جس دن گاؤں
لانے گیا ہے اسی دن سے دونوں میں تاک جھانک ہونے لگی ہے۔ پیٹ نہ رہتا
تو ابھی بات نہ کھلتی۔ مگر پیٹ رہ گیا تو جھینیا لگی گھر ہانے۔ کہنے لگی کہ کہیں بھاگ جلو۔
گورناتا رہا۔ ایک عورت کو ساختے کے کہاں جائے، کچھ نہ سو جھا۔ پر جب
آج وہ سر ہو گئی کہ مجھے یہاں سے لے چلوا نہیں تو میں جان دے دوں گی، تو
بولा تو چل کر میرے گھر میں رہ کوئی کچھ نہ بولے گا۔ میں اماں کو مناؤں گا۔ تب
یہ کل مہنی اس کے ساختہ مل ڈی کچھ دور تو وہ آگے آگے آتا رہا پھر نہ جانے
کہ ہر سر ک گیا۔ یہ کھڑی کھڑی اسے پکارتی رہی جب رات بھیگ گئی اور وہ نہ
لوٹا تو یہ بھاگی ہوئی یہاں چلی آئی۔ میں نے تو کہہ دیا ہے کہ جو کیا ہے اس کا پھل
بھوگ۔ ابھاگنی نے میرے لڑکے کو چوبٹ کر دیا۔ تب اسے بیٹھی رہ رہی ہے،
اٹھتی ہی نہیں۔ کہتی ہے کہ اپنے گھر کون منہ سے جاؤں؟ بھگوان ایسی سنان کو
تبابن جھوہی رکھتے تو اچھا۔ بلیرے ہوتے ہوتے سارے گاؤں میں کاؤں کاؤں
مع جائے گی۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بس کدوں، میں تم سے کہے دیتی ہوں کہیں
اپنے گھر میں نہ رکھوں گی۔ گور کو رکھنا ہو تو اپنے سر پر رکھے، میرے گھر میں ایوں
نکلنے جگہ نہیں ہے اور اگر تمہرے بچے میں بدلے تو پھر یا تو تم رہو گے یا میں رہنگی؟”
ہوری بولا: ”تجھ سے بننا نہیں۔ اسے گھر میں آنے ہی نہ دینا چاہیتے

”خا۔“

”سب کچھ کہہ کے ہار گئی، ملتی ہی نہیں، دھرنادتے بیٹھی ہے۔“
اچھا چل! دیکھوں یکسے، نہیں اٹھتی۔ گھیٹ کر باہر نکال دوں گا۔“

داری جاری ہوا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ پر چبھی سادھے بیٹھا رہا۔ باپ
بھی لیے بے چا ہوتے ہیں۔“

وہ کیا جانتا تھا کہ ان میں کیا کچھ ڈری پک رہی ہے۔“
جاننا کیوں نہیں تھا؟ گور رات دن گھیرے رہتا تھا تو کیا اس کی نیکیں
پھوٹ گئی تھیں؟ سوچنا چاہئے تھا ناکہ یہاں کیوں دوڑ دوڑ کر آتا ہے۔“
چل میں جھینیلے سے پوچھتا ہوں تا۔“

دونوں جھونپڑی سے نکل کر گانوں کی طرف چلے۔ ہوری نے کہا۔“ پانچ
گھنٹی رات سے اپر گئی ہو گی۔“
وھینیا بولی۔“ ہاں اور کیا۔ مگر کیسا سوتا پڑ گیا ہے کہ کوئی چور آتے تو گانوں
ہبر کوٹ لے جائے۔“

چورا لیے گانوں میں نہیں آتے۔ امیر دل کے گھر آتے ہیں۔“
”وھینیا نے ذرا کر ہوری کا ہاتھ پکڑا لیا اور بولی۔“ دیکھو سور (شور) نہ
بچانا ہنس سارا گانوں جاگ اٹھے گا اور بات پھیل جائے گی۔“
ہوری نے سخت لہجے میں کہا۔“ میں یہ کچھ نہیں جانتا۔ ہاتھ پکڑ کر گھیٹ
لاوں گا۔ اور گانوں کے باہر کر دوں گا۔ بات تو ایک دن کھلنی ہے۔ پھر آج ہی
کیوں نکھل جائے؟ وہ میرے گھر آئی کیوں؟ جائے چہاں گور ہواں کے
ساتھ گلرم (بداعمالی) کیا تو کیا ہم سے پوچھ کر کیا تھا۔“
وھینیا نے پھر اس کا ہاتھ پکڑا اور آہستہ سے کہا۔“ تم اس کا ہاتھ پکڑ دیجے
تو جلا نے گی۔“

” تو جلا بایکے۔“
” مدا (مگر)، انی رات گئے اس انڈھیرے، نابٹے میں جائے گی کہاں،“

یہ تو سچوں۔"

"جاتے جہاں اس کے لگے ہوں۔ ہمارے گھر میں اس کا کیا رکھا ہے؟"

"ہاں پر اتنی رات گئے گھر سے نکالنا بھیک نہیں۔ پاؤں بخاری ہے کہیں ڈرڈرا جائے تو اور آپھت (آفت) ہو۔ ایسی دسائیں کچھ کرنے دھرتے بھی تو نہیں بنتا۔"

ہمیں کیا کرنا ہے، مرے یا بھے۔ جہاں چاہے جائے۔ کیوں اپنے منبیں کا لکھ لاؤں؟ میں تو گوبر کو بھی نکال باہر کر دنگا "دھینا نے بہت تفکر ہو کر کہا یہ کالکھ تو جو لوگنی بھی وہ تو لگ چلی۔ وہ تو اب جیتے جی نہیں چھوٹ سکتی، گوبرنے ناؤڑ بادی۔" گوبرنے، ہمیں ڈبائی، ڈبائی اسی نے۔ وہ تو بچھتا ہوا۔ اس کے پہنچے میں آگیا۔"

"کسی نے ڈبائی ہو، اب تو ڈوب ہی گئی۔"

"دونوں در دانے کے سامنے ہیجھ گئے۔ دفعتاً دھینا نے ہوری کے گلے میں ہاتھ دال کر کہا: دیکھو تمہیں میری سو گند، اس پر ہاتھ نہ اٹھانا۔ وہ تو آپ ہی رورہی ہے۔ بھاگ کی کھوٹ نہ ہوتی تو یہ دن ہی کیوں آتا۔

ہوری کی انکھیں غر ہو گئیں۔ دھینا کی یہ نوالی محبت اس تاریکی میں بھی گویا چراغ کی طرح اس کی فکر مند صورت کو منور کر رہی تھی۔ دونوں کے دل میں گویا گذرا ہوا شباب باگ اٹھا تھا۔ ہوری کو اس ڈھلی ہوئی عورت میں بھی دہی زم دنمازک دل دالی لڑکی نظر آئی جو کہیں سال پہلے اس کی زندگی میں مشاہد ہوئی تھی۔ اس گلے گلنے میں بھی کتنا اتحاہ پرم خا جوساری کنگ، ساری تجیفون اور سب ہی روابجی بندشوں کو اپنے اندر سینتے لیتا تھا۔

دونوں نے دروازے پر اگ کوڑ کی دراز دل سے اندر جھانکا۔ ڈیوٹ پر سیل کی کپی جل رہی تھی اور اس کی دھنڈلی روشنی میں جھینیا گھنیے پر سر کھے، دروازے کی طرف منہ کھئے، اندر ہیرے میں اس خوشی کو تلاش کر رہی تھی جو ابھی یک لمحہ قبل اپنا دل خرب جلوہ دکھا کر غائب ہو گئی تھی۔ وہ آفت کی ماری طنز کے تردیں سے زخمی اور زندگی کے صدموں سے پر لیٹاں کی بیڑ کی چھاؤں کھو جتی بھرنی تھی اور اسے ایک مکان مل بھی گیا تھا، جس کی نیاہ میں وہ خود کو محفوظ و مسرور سمجھ رہی ہے مگر آج وہ مکان اپنے سارے سکھ کا ساز و سماں لئے ہوئے ال دین کے شایی محل کی طرح غائب ہو گیا تھا اور مستقبل ایک خوفناک دیوکی طرح اسے بھل جانے کو کھرا تھا۔

دفعتاً دروازہ کھلتے اور ہوری کو آتے دیکھ کر وہ خوف سے کاشتی ہوئی اٹھی اور ہوری کے قدموں پر گر کر روتی ہوئی بولی تادا! اب بخواری سوائے بُٹھے دوسرا شوؤز نہیں ہے اچاہے مارو، چاہے کاٹو پر اپنے ددارے سے دُر دُراؤ مرت!“

ہوری نے جھک کر پیٹ پر باتھ پھیرتے ہوئے پیارے کہا: ڈرمت بیٹی، ڈرمت، تیرا گھر ہے، تیرا ددار ہے، تیرے ہم ہیں۔ آرام سے رہ جی بیٹی تو بھولا کی بیٹی ہی، دیکی ہی میری بیٹی ہے۔ جب تک ہم صیتے ہیں کسی بات کا کھٹکا مرت کر۔ ہمارے رہنے کوئی بُٹھے ڈیر جھی آنکھوں سے نہ دیکھے کسکے گاہ برادری کو بھورج جو لگے گا وہ سب ہم دے دیں گے۔ تیرے لئے کوئی چنتا کی بات نہیں۔“

جھینیا یہ دلاسا پا کر اور بھی ہوری کے قدموں سے لپٹ گئی اور بولی۔
دادا! اب تم ہی میرے باپ ہو، اور اماں! تم ہی میری ماں ہو۔ میں اناکھ

ہوں۔ مجھے سرن (پناہ) دو۔ نہیں تو بیرے کا کا اور بھائی مجھے کچا کھا جائیں گے؟
دھینارفت کے جوش کو اب نہ روک سکی۔ بولی۔ تو چل گھر میں بیٹھے،
میں دیکھوں گی کا کا اور جیتا کو سنار میں ان ہی کاراج نہیں ہے۔ بہت کریں گے
اپنے گھنے لے لیں گے۔ چینیک دینا اتار کر!

ابھی ذرا اور پہلے دھینا نے غصے کے جوش میں جھینیا کو ایسا گئی، لکنکن اور
کل ہنسی، بخانے کیا کیا کہہ ڈالا تھا۔ جھارڈوار کر گھر سے نکالنے جا رہی تھی، اب
جو جھینیا نے محبت اعلموں اور تیکن سے بھرے ہوئے یہ کلمے سے تو ہوری کے
پاؤں چھوڑ کر دھینا کے پاؤں سے لپٹ گئی اور وہی پا کیا ز سورت جس نے
ہوری کے سوا کسی مرد کو آنکھ بھر کر دیکھا بھی نہ تھا، اس پاپی جھینیا کو گٹے لگائی
اس کے آنون پوچھ رہی تھی اور اس کے دبے ہوئے دل کو اپنی ملائم بالوں
سے تلی دے رہی تھی، حصے کوئی چڑیا اپنے بچوں کو پروں میں چھپائے تھیں
ہو!

ہوری نے دھینیا کو اشارہ کی کہ اس سے کچھ کھلاپلا دے اور جھینیا کو
پوچھا۔ "کیوں بیٹی، مجھے کچھ معلوم ہے کہ گور کدھر گیا، تو؟"
جھینیا نے سکتے ہوئے کہا۔ "مجھ سے تو کچھ نہیں کہا۔ میرے کارن
لھمارے اور....." یہ کہتے کہتے اس کی آواز آنسوؤں سے رک گئی۔

ہوری اپنی بے چینی نہ چھپا سکا۔

"جب تو نے آج اسے دلخواہ کیا تو کھنچی تھا؟"

"بایش تو نہیں کے کر رہے تھے۔ من کا عال رام جانے"

"تیرا من کیا کہتا ہے؟ ہر کا نوں ہی میں کہیں باہر چلا گی؟"

"مجھے تو شک ہوتا ہے کہ کہیں باہر چلتے گئے ہیں؟"

”ہی بیرام بھی کہلے کسی نادانی کی، ہم اس کے پری تھوڑے ہی
تھے۔ جب بھلی یا بُری ایک ہات ہو گئی تو اسے بنانا پڑتا ہے اس طرح بھاگ
کر تو اس نے ہماری جان سکت میں ڈال دی۔“

دھینا نے جھینیا کا ہاتھ پکڑا کر اندر نے جاتے ہوئے کہا: ”منہجور کہیں
کا! جس کی باہنہ پکڑی اس کا بناہ کرنا چاہیئے کہ متھ میں کالکھ پوت کر بھاگ
جانا چاہیئے؟ اب تو آدمے تو گھر میں گھسنے نہ دوں۔
ہوری دلیں پُوال پر نیٹا۔ گوپر کہاں گینا؟ یہ سوال اس کے دل کے
آسمان میں کسی پرندگی طرح منڈلانے لگا۔

(۱۱)

ایسے غیر معمولی واقعہ رکا توں کی خوبصورتی اپنے مچنا چاہیے تھی وہ مجی اور ہمیں تک مجی رہی۔ جھینیا کے دونوں بھائی لاٹھیاں لئے گوبر کو کھو جتے پہنچتے تھے۔ بھولانے کی قسم کھائی کر اب نہ جھینیا کامنہ دیجیں گے اور اس کا توں کا ہوری سے انہوں نے اپنے بیاہ کی جو بات چیت کی تھی وہ اب بند ہو گئی تھی۔ اب وہ اپنی گائے کے روپے لیں گے اور نقد، اور اس میں دیر ہوئی تو ہوری پر دعویٰ کر کے اس کا گھر بار نیلام کرالیں گے۔ گاںوں والوں نے ہوری کو برادری سے خارج کر دیا۔ کوئی اس کا حقہ نہیں پیتا، زادس کے گھر پانی پیتا ہک کنوں سے پانی بند کر دینے کی کچھ بات چیت تھی مگر دھینیا کا غصہ سب دیکھ پکے تھے۔ بس کسی کو آگے آنے کی ہمت نہ ہڑی۔ دھینیا نے سب کو ناسا کر کہ دیا کہ کسی نے اسے پانی بھرنے سے روکا تو اس کا اور اپنا خون ایک کر دوں گی۔ اس لذکار نے سب ہی کے پتے پانی کر دئے۔ سب سے دکھی ہو جھینیا جب کے سبب یہ سارا نگامہ ہورتا ہو اور گوبر کی کوئی کھوج جرہ نہ ملتا اس دکھ کو اور عجی بڑھائے دیتا ہو، تمام دن منہ چھپائے گھر میں پڑی رہتی ہے۔ باہر نکلے تو چاروں طرف سے طنزیہ تیروں کی بارش ہوتی ہے کہ جان بچانا مشکل ہو جاتا ہو۔ دن بھر گھر کا کام دھندا کرتی رہتی ہو اور جب فراغت پانی ہو کر تو رویتی ہے۔ ہر وقت خرچہ کا پستی رہتی ہو۔ کہ دھینیا کہیں کچھ کہہ نہ سمجھتے صرف کھانا تو نہیں پکا لکن کیونکہ اس کے ہاتھ کا پکایا کوئی کھلائے کا نہیں، باقی سارا کام اس نے اپنے اور لے لیا ہے گاںوں میں جہاں چار عورت مرد جمع ہو جاتے ہیں یہی مذکورہ